THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Friday, December 02, 2011
(75th Session)
Volume VIII, No.08
(Nos.1-)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran……………………	1
2.	Panel of Presiding Officers………………………..	

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume-VIII SP.VIII(08)/2011

No.08 130

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, December 02, 2011

The Senate of Pakistan met in the National Assembly Hall (Parliament House) Islamabad, at twenty four minutes past eleven in the morning with Mr. Chairman (Mr. Farooq Hamid Naek) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ﴿۷﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ﴿۸﴾

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴿۹﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ

مِنْ قَبْلِهِمْ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ﴿۱۰﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى

لَهُمْ ﴿۱۱﴾

ترجمہ: اے لوگوں جو ایمان لائے ہو، اگر تم اللہ کی مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم مضبوط جما دے گا۔ رہے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہے تو اُن کے لیے ہلاکت ہے اور اللہ نے ان کے اعمال کو بھٹکا دیا ہے۔ کیونکہ اُنہوں نے اُس چیز کو ناپسند کیا جسے اللہ نے نازل کیا ہے، لہذا اللہ نے اُن کے اعمال ضائع کر دیے۔ کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہ تھے کہ اُن لوگوں کا انجام دیکھتے جو اُن سے پہلے گزر

چکے ہیں؟ اللہ نے اُن کا سب کچھ اُن پر اُلٹ دیا، اور ایسے ہی نتائج اِن کافروں کے لیے مقدّر ہیں۔ یہ اس لیے کہ ایمان لانے والوں کا حامی و

ناصر اللہ ہے اور کافروں کا حامی و ناصر کوئی نہیں۔ (سورۃ محمد آیات: 7 تا 11)

سینیٹر اے رحمٰن ملک (وزیر برائے داخلہ): جناب چیئرمین! ایک درخواست ہے کہ NATO کی بمباری میں شہید

ہونے والوں کے لیے فاتحہ خوانی کی جائے۔

PANEL OF PRESIDING OFFICERS

جناب چیئرمین: جی ٹھیک ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں پہلے panel of presiding officers announce

کر لوں۔

In pursuance of Rule 14 (1) of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988, I nominate the following members in order of precedence to form a panel of presiding officers for 75th Session of the Senate of Pakistan:

1. Senator Afrasiab Khattak
2. Senator Sardar Ali Khan
3. Senator Muhammad Azam Khan Swati

جی بخاری صاحب! پہلے دعا کر لی جائے؟

سینیٹر سید نیر حسین بخاری (قائد ایوان): جناب چیئرمین! اس پر بلاشبہ دعا بھی ہونی چاہیے لیکن ایک گزارش یہ تھی

کہ in view of the decision of the Business Advisory Committee, it was decided that the Question Hour may be dispensed with, so I want to move a motion for that.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، اس کے لیے motion move کر لیجیے۔ (جاری--------------T02)

T02–02Dec2011 Ashraf/Ed.Altaf Er.3 11:30

Senator Bokhari contd….

I beg to move that under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988, the requirement of Rule 38 of the said rules regarding Question Hour be dispensed with and the Questions and their printed replies placed on the table of the House may be taken as read.

Mr. Chairman: It has been moved that under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988, the requirement of Rule 38 of the said rules regarding Question Hour be dispensed with and the Questions and the printed replies placed on the table of the House may be taken as read.

(The motion was carried)

جناب چیئرمین: جی بخاری صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: چیئرمین صاحب! ایک request ہے کہ ہمارے ایک سابقہ سینیٹر ڈاکٹر ریحان صاحب فوت ہوگئے ہیں۔ ان کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب چیئرمین: ان کے لیے بھی دعا کرتے ہیں۔ جی بخاری صاحب۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب چیئرمین، جیسا کہ Interior Minister Sahib نے بھی کہا، میں سمجھتا ہوں کہ This is a requisitioned session. There is a specific issue would be under discussion before this House before that.

میری یہ گزارش تھی کہ NATO forces نے سلالہ چیک پوسٹ پر جو bombardment کی اور جس میں ہمارے 24 افسران اور جوان شہید ہوئے ان کی مغفرت کے لیے بھی دعا کی جائے۔ جیسا کہ حاجی عدیل صاحب نے بھی کہا ہے کہ ایک former member ڈاکٹر ریحان کے لیے بھی دعا ہو جائے۔

جناب چیئرمین: جی، مولانا گل نصیب دعا کیجئے please.

(فوج کے شہداء اور مرحوم سابق سینیٹر ڈاکٹر ریحان کے لیے دعائے مغفرت کی گئی)

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم- جیسا کہ آج Advisory Committee میں طے ہوا، میمو سکینڈل ایک بہت بڑا واقعہ ہے جس پر بحث کے لیے یہ اجلاس طلب کیا گیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ نیٹو افواج نے جو سلالہ چیک پوسٹ پر حملہ کیا ہے اور پاکستان کی آزادی اور خود مختاری کو کھلا چیلنج کیا ہے۔ اس حوالے سے پاکستانی حکومت نے بھی کچھ فیصلے کیے ہیں۔

(اس موقع پر پریس کے نمائندوں نے واک آؤٹ کیا)

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: چیئرمین صاحب، آپ کی توجہ گیلری کی طرف دلاتا ہوں کہ ہاؤس سے پریس والے حضرات نے واک آؤٹ کیا ہے۔ اس کو بھی حکومت ذرا دیکھ لے۔

جناب چیئرمین: اسلام الدین شیخ صاحب! آپ دیکھ لیجئے گا۔ جی مولانا صاحب آپ continue کیجئے۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: میں سمجھتا ہوں کہ اس ضمن میں پاکستان نے جو فیصلے کیے ہیں پوری قوم نے ان کی تائید بھی کی ہے لیکن ان فیصلوں کے نتیجے میں پوری دنیا میں مختلف آراء سامنے آرہی ہیں۔ پھر بون کانفرنس کا بائیکاٹ بھی ایک انتہائی اہم فیصلہ ہے۔ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ موجودہ حکومت کو ان فیصلوں پر استقامت عطا فرمائے کیونکہ ماضی میں یہ دیکھا گیا ہے کہ فیصلے ہوتے رہے ہیں۔ پارلیمنٹ نے دو متفقہ قراردادیں بھی پاس کیں۔ پھر All Parties Conference ہوئی اور وہاں بھی متفقہ قرارداد پاس ہوئی لیکن ان پر حکومت ایک قدم بھی آگے نہ چل سکی۔ اب جو فیصلے ہوئے ہیں اور یقیناً قومی خواہشات بھی یہی تھیں۔ میمو سکینڈل کی وجہ سے پاکستان کی پوری دنیا میں جگ ہنسائی ہوئی ہے۔ سپریم کورٹ میں مسلم لیگ نون کی قیادت گئی ہے اور اچھی بات ہے کہ ایسے معاملات کو سپریم کورٹ میں لے جایا گیا ہے لیکن پارلیمنٹ بھی موجود ہے اور اگر ہم اس کو بالادست اور آئینی ادارہ سمجھتے ہیں تو یہ ایک بہتر فورم بھی ہے۔ یہاں بھی ہمیں رجوع کرنا چاہیے چنانچہ ہم نے پارلیمنٹ کی طرف رجوع کیا اور یہ اجلاس بلوایا ہے۔

اس ضمن میں طے یہ ہوا ہے کہ نیٹو کارروائی کے خلاف ایک متفقہ قرارداد، قرارداد مذمت پیش کی جائے گی۔ یہ قرارداد اب آنے کو ہے۔ قرارداد پاس ہونے کے بعد پھر آپ کی اجازت سے باقی معاملات پر بحث ہو گی۔ شکریہ جی۔

جناب چیئرمین: بخاری صاحب، جو مولانا صاحب، Leader of the Opposition نے بات کی ہے اور یہ معاملہ Advisory Committee میں بھی discuss ہوا۔ کیا آپ کی قرارداد تیار ہے؟

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, it is in process.

جناب چیئرمین: تب تک آپ تیار کر لیں جب تک requisitioned agenda پر تقاریر شروع کرا دیتے ہیں۔ جی ڈار صاحب آپ کا کیا فرمانا ہے؟

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: ہمارا اتفاق تھا کہ بجائے اس کے کہ اپوزیشن کی ایک قرارداد ہو اور حکومت کی الگ ہو۔ نیٹو کے حوالے سے ہم ایک ہی متفقہ قرارداد لائیں۔

جناب چیئرمین: جی، جی joint resolution آجائے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: آپ چار پانچ سینیٹروں کی ڈیوٹی لگا دیں اور ہم، حکومت اور اپوزیشن کے سینیٹر بیٹھ جاتے ہیں اور before the conclusion today دونوں drafts کو merge کر کے ایک متفقہ قرارداد تیار کر لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: بخاری صاحب! آپ لوگ آپس میں programme settle کر لیجئے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: Resolution کا ڈرافٹ اپوزیشن کے ساتھ ہم share کریں گے اور اس ہاؤس میں ایک consensus Resolution لے کر آئیں گے۔

جناب چیئرمین: جی ہاں، اچھا جی تقاریر شروع کرتے ہیں۔ شروع میں مولانا حیدری صاحب! آپ پہلی تقریر کریں گے یا کوئی اور۔ جی .Leader of the Opposition مولانا صاحب آپ لوگوں نے میمو پر اجلاس requisition کیا ہے۔ آپ اس پر تقریر شروع کریں۔ اس سے پہلے جناب راجہ ظفرالحق صاحب! آپ کو بہت بہت مبارک ہو On being elected as the Secretary General of World Muslim Congress. جی مولانا صاحب! بسم اللہ کریں۔ جو جو حضرات تقاریر کرنا چاہتے ہیں وہ اپنے نام لکھوا دیں پھر اس کے مطابق سب کے نام پکارے جائیں گے۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ امابعد، اعوذ بااللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ و اعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا۔ صدق اللہ العظیم۔ جناب چیئرمین،

جناب چیئرمین: ایک منٹ میں ذرا clear کردوں کہ parliamentary leaders کے وقت 15 to 20 minutes اور باقی ممبران کے لیے 10 to 15 minutes. ڈار صاحب کو ذرا mike دے دیجئے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: چونکہ آپ نے فیصلہ کیا تھا کہ دونوں issues پر ہر speaker simultaneously بولے گا، نیٹو پر بھی اور میمو پر بھی۔ بیس سے پچیس منٹ پارلیمانی لیڈرز کے لیے طے ہوا تھا اور دس سے پندرہ منٹ دوسرے ساتھیوں کے لیے۔

جناب چیئرمین: اگر دونوں پر بات کرنی ہے تو پھر ٹھیک ہے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: یہی بات ہے جی، قرارداد آج ہی تیار کر دیں گے۔ دونوں موضوعات پر ہر سینیٹر خود ہی time manage کر لے۔

جناب چیئرمین: چلیں ٹھیک ہے، بالکل ٹھیک ہے۔ بخاری صاحب! یہ چیز طے ہے کہ نیٹو پر بھی اور میمو پر بھی ساتھ ساتھ بحث ہو۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Shurely Sir, that is an important issue to be discussed.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔

سینیٹر اسلام الدین شیخ: چیئرمین صاحب! صحافی حضرات جو ہمارے بھائی ہیں وہ واک آؤٹ کر کے گئے تھے۔ میں نے جا کران سے بات کی ہے۔ ایک مسئلہ سندھ میں خیرپور میں ہوا کہ KTN کے reporters جو ایک event کی coverage کے لیے گئے تھے۔ ہماری پارٹی کے ایک صاحب جن کے پاس کوئی سرکاری عہدہ تو نہیں اور وہ ex-Nazim ہیں جنہوں نے ان reporters کے ساتھ زیادتی کی۔ اس کے لیے میں نے ان کو یہ assurance دی ہے کہ ہم اس بارے میں سندھ حکومت سے پتا کر کے قانون کے مطابق اس کے خلاف کارروائی کریں گے۔

جناب چیئرمین: اس کے لیے دیکھیں adjournment کے بعد جو بھی next day آئے گا اس دن آپ ضرور رپورٹ دیجئے گا تاکہ صحافی بھائیوں کو پتا چل جائے کہ آپ نے کیا action لیا ہے۔

سینیٹر اسلام الدین شیخ: جی ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ بہت بہت۔ جی مولانا صاحب اب یہ بات طے ہو گئی ہے کہ نیٹو اور میمو گیٹ دونوں پر بحث ہو گی اور

20 to 25 minutes for Parliamentary Leaders and 10 to 15 minutes for other members, جی

اب بسم اللہ کیجئے۔ آگے----T03---

T03-2-12-11 Er-11 Time 11.40 Mahboob Khan/Ed.

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری (قائد حزب اختلاف): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ جیسا بتایا گیا ہے کہ آج کا یہ اجلاس میمو سکینڈل کے حوالے سے طلب کیا گیا ہے اور جب اپوزیشن یہ اجلاس ریکوزیشن کر رہی تھی تو اس وقت نیٹو کا واقعہ پیش نہیں آیا تھا لیکن جب نیٹو فورسز نے پاکستان کی سرحدوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پاکستان کے جوانوں پر رات کی تاریکی میں شب خون مارا یا حملہ کیا تو یہ بھی ایک انتہائی بڑا واقعہ رونما ہوا ہے۔ اگر یہ ان دنوں میں ہوتا تو شاید ہماری ریکوزیشن کے اس ایجنڈے میں شامل ہوتا لیکن بہر حال اپنے حوالے سے تاریخ کا یہ ایک بہت بڑا واقعہ ہے ۔ آپ کو اس بات کا بخوبی علم ہے کہ پاکستان اور امریکہ کے تعلقات ساٹھ سال سے مسلسل بظاہر دوستانہ چلے آرہے ہیں لیکن اختلاف رائے رکھنا ہر ایک جماعت کا، ہر ایک شخصیت کا حق ہے اور ہم روز اول سے اس موقف کے حق میں نہیں تھے کیونکہ ہم دیکھ رہے تھے کہ امریکہ پاکستان کے ساتھ دوستی کی بات تو کرتا ہے لیکن کسی مشکل وقت میں اس نے پاکستان کی مدد نہیں کی۔ بھارت کے ساتھ ہماری جنگیں ہوئیں ، وہ ساری تاریخ بھی ہمارے سامنے ہے اور پھر 11-9 کے بعد ایک آمر وقت نے U turn لیا اور قوم کو اعتماد میں لیے بغیر ایک فیصلہ کیا تو اس سے بھی پوری قوم اور جمیعت العلمائے اسلام نے اختلاف کیا کہ یہ فیصلہ قومی خواہشات کے مطابق نہیں ہے لیکن قوم کو یہ تاثر دیا جاتا رہا کہ یہ فیصلہ عین قومی خواہشات کے مطابق پاکستان کے دفاع کے لیے ہے اور پھر آگے چل کر اس جنگ کو پاکستان کی جنگ قرار دیا جانے لگا جبکہ ہم کہہ رہے تھے کہ امریکہ اس خطے میں اس لیے آرہا ہے کہ یہاں کے معدنی ذخائر اور وسائل پر قبضہ کرے اور یہاں پر اپنا ایک مرکز بنائے اور پورے ایشیا کو نظر میں رکھے اور خاص طور پر چین ، ایران اور باقی ممالک ہیں، ان پر اپنی نظر رکھے لیکن قوم کو یہ تاثر دیا گیا کہ نہیں، ایسا نہیں ہے بلکہ یہ جنگ دہشت گردی کے خلاف جنگ ہے اور پاکستان اپنے مفادات کے لیے اس جنگ کا حصہ بنا ہے۔ آج دس سال کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ تاریخ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ جمیعت العلمائے

اسلام کا جو موقف تھا، تاریخ نے، حالات نے اس موقف کی تائید کی۔ آج ہم سب حکومت سمیت اس بات پر آگئے ہیں کہ یہ جنگ ہماری نہیں بلکہ یہ جنگ امریکہ کی تھی، یہ جنگ نیٹو کی تھی اور ہم اس کا حصہ بنے اور اس کا صلہ ہمیں یہ مل رہا ہے۔ جناب والا! پاکستان نے اس جنگ میں ہراول دستے کا کردار ادا کیا۔ اپنے پانچ، چھ ہزار جوان اس جنگ میں شہید کروائے اور ملک کا اتنا نقصان کیا کہ آج ہماری معیشت بیٹھ گئی ہے۔ ہمارے ادارے damage ہو گئے ہیں۔ آج ریلوے کو دیکھیں تو وہ تباہ و برباد ہے اور بتایا جا رہا ہے کہ دو دن کے بعد ریلوے کا پورا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ پی آئی اے کی طرف نظر دوڑائیں تو وہاں پر صورت حال یہ ہے کہ شاید چار، چھ، آٹھ مہینے بعد ہماری airline کا بھٹا بیٹھ جائے۔ یہ سب کچھ جو ہمارے ساتھ ہوا، اس وقت ہمارا ملک جن مسائل کا شکار ہے، وہ اس جنگ کی وجہ سے ہیں۔

جناب والا! امن و امان کے حوالے سے کراچی سے لے کر خیبر تک، چترال تک دیکھیں، کہیں بھی امن نہیں رہا۔ خود کش حملے اور دہشت گردی کے واقعات ہیں، یہ ہم کبھی نہیں سوچتے کہ یہ واقعات جو ہو رہے ہیں کہیں ہماری پالیسیوں کا نتیجہ تو نہیں ہیں۔ تو بہت نقصان اٹھانے کے بعد دیر آید درست آید، ہم اس نتیجے پر پہنچے اور حالیہ سلالہ چیک پوسٹ پر نیٹو اور امریکہ افواج نے حملہ کر کے ہمارے دو افسروں سمیت چوبیس جوانوں کو شہید کیا اس کے بعد ہمیں ہوش آیا کہ ہاں! امریکہ، نیٹو ہمارے دوست نہیں بلکہ ہم ان کے مفادات کے لیے استعمال ہوتے رہے ہیں لیکن امریکہ ہمیں اس جذبے کا یہ جواب دے رہا ہے۔ پھر امریکہ کا یہ پہلا حملہ نہیں ہے بلکہ یہ پانچواں، چھٹا حملہ ہے اور مسلسل حملے کرتا رہا ہے۔ اس کے نتیجے میں ہمارے جواب شہید ہوتے رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ حکومت نے اس حملے کے نتیجے میں جو فیصلے کیے ہیں وہ درست ہیں۔ ہم ان کر تائید کرتے ہیں لیکن یہ دیر آید درست آید کے مصداق بن سکتا ہے یا پھر بعد از خرابی بسیار کہ مسلسل خرابیاں ہوتی رہیں، نقصانات ہوتے رہے، ظلم و زیادتیاں اتحادیوں کی طرف سے ہوتی رہیں، اس کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ اب اس جنگ سے ہمیں نکلنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہمارے پاکستان کے حکمران اس پر ثابت قدم رہیں اور ڈٹے رہیں۔ مجھے یقین نہیں آتا، اگرچہ قوم نے ان کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کیا ہے، تمام سیاسی جماعتوں نے، حزب اختلاف نے اختلافات بالائے طاق رکھ کر ان کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کیا ہے مگر ہمیں یہ خدشہ بھی ہے کہ پتا نہیں آگے چل کر حکمران استقامت دکھائیں گے اور جو فیصلے کیے ہیں ان پر قائم رہیں گے یا نہیں رہیں گے، ابھی حالات نے یہ بتانا ہے، آگے چل کر اگلے دنوں میں پتا چلنا ہے۔

جناب والا! میں کل کے اخبار میں پڑھ رہا تھا کہ برطانیہ میں ہمارے ہائی کمشنر واجد شمس الحسن نے برطانیہ سے درخواست کی ہے کہ آپ مداخلت کریں اور امریکہ اور ہمارے درمیان صلح کرائیں۔ ایک طرف سے اس طرح کے فیصلے ہوں اور دوسری طرف برطانیہ سے ایسی درخواستیں، کیا برطانیہ نیٹو میں شامل نہیں ہے؟ کیا برطانیہ کی افواج اس ظلم و زیادتی میں شامل نہیں ہیں؟ پھر برطانیہ کو جا کر درخواست کرنا کہ آپ ثالثی کا کردار ادا کریں تو لگتا یہ ہے کہ جو فیصلے ہوئے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا نخواستہ قوم پھر مایوسی کا شکار ہو اور حکمران فیصلے تبدیل کریں۔ بون کانفرنس میں عدم شرکت کا فیصلہ ہوا پوری قوم سے لبیک کی آوازیں آئیں لیکن پھر یہ کہا گیا کہ اس شرکت کو سلامتی کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اگر سلامتی کمیٹی نے یہ رائے دی کہ بون کانفرنس میں شریک ہونا چاہیے تو پھر شاید شریک ہو جائیں۔ اتنا بڑا فیصلہ کرنے کے بعد اس کو اس طرح مشروط کرنا اور پھر سفیر کی حد تک شرکت کرنا، میں سمجھتا ہوں کہ بڑا نقصان دہ ہو گا۔ اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ حکومت نے جو فیصلہ کیا ہے اس پر وہ ثابت قدم رہے۔

جناب والا! یہ دس سالہ جو تاریخ گزری ہے یہ ساری کی ساری ہمارے سامنے ہے۔ آپ دیکھیں کہ ہمارے اتحادیوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا؟ کن مشکلات میں ہمیں ڈالا، کن مصیبتوں میں ہمیں ڈالا۔ ہمیں اپنی قوم سے جنگ لڑنی پڑی، اپنی قوم کے لاکھوں افراد اپنے ملک کے اندر مہاجر بنے۔ اتنی زیادتیاں ہوئیں، اس کے باوجود بھی ہمیں ہوش نہ آیا۔ ایبٹ آباد کا واقعہ، ہم سمجھتے تھے کہ اس سے حکمرانوں کی آنکھیں کھل گئی ہیں اور یہاں in camera briefing ہوئی اور یہاں عسکری و سیاسی قیادت موجود تھی اور ہم سب محسوس کر رہے تھے کہ اب کے بعد شاید ہم نیٹو کو، امریکہ کو جواب دیں کہ ہم اس جنگ کا حصہ نہیں بن سکتے لیکن اس کے باوجود ہم اس جنگ کا حصہ رہے تاآنکہ ہم پر یہ حملہ ہوا اور ہماری آزادی و خودمختاری کو چیلنج کیا گیا، ہمارے جوانوں کو شہید کیا گیا، اس کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے اور ہم نے یہ فیصلے کیے۔

جناب والا! اسی طرح میمو سکینڈل بھی انتہائی افسوسناک خبر ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ سپریم کورٹ میں۔۔ آگے ٹی ۴

T04-02DEC2011 FAZAL\MUBASHIR 11:50 UR7

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری جاری ہے۔۔۔۔۔ اسی طرح جناب عالی! میمو سکینڈل کے متعلق جو خبر ہے یہ بھی انتہائی افسوسناک خبر ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر سپریم کورٹ میں یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ کچھ لوگ اور کچھ شخصیات اس میں ملوث ہیں تو پھر ایسی شخصیات اور ایسے لوگ میں سمجھتا ہوں کہ ناقابل معافی ہیں۔ پھر ان کو کٹہرے میں آنا چاہیے اور ان کو قوم کے سامنے لانا چاہیے کہ ان کے عزائم کیا ہیں۔

میری نظر میں کم از کم اگر یہ بات درست ہے اس قسم کے خطوط لکھنا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ غداری سے کم نہیں ہے۔ یہ بغاوت سے کم نہیں ہے۔ یہ ملکی مفادات سے اور ملکی عزت سے کھیلنے کے مترادف ہے۔ ایسے لوگوں کا یقیناً احتساب ہونا چاہیے اور جمعیت علمائے اسلام اس ضمن میں اس بات پر خوشی کا اظہار کرتی ہے کہ جو ہمارا موقف تھا آج پوری قوم، عسکری قیادت اور سیاسی قیادت نے اس موقف کو تسلیم کیا ہے کہ ہاں یہ جنگ ہماری نہیں تھی بلکہ یہ جنگ امریکا کی تھی، یہ جنگ مغرب کی تھی ہم اس میں استعمال ہوئے۔ اگر ہماری اس بات کو اس وقت تسلیم کیا جاتا یا پھر اس کے بعد جو ہم نے قراردادیں پاس کی، آل پارٹیز کانفرنس میں متفقہ قرارداد پاس ہوئی اگر ہم ان پر عمل درآمد کرتے تو شاید یہ دن ہمیں نہ دیکھنے پڑتے۔ میں نے آل پارٹیز کانفرنس میں دو مرتبہ اس بات کا اظہار کیا کہ آج اس قرارداد میں یہ بات آنی چاہیے کہ اگر آئندہ ڈرون حملے ہوں گے تو ہم جواب کا حق محفوظ رکھتے ہیں اور ہمیں جواب دینا چاہیے لیکن بد قسمتی سے پورے اس ہاؤس میں کہیں سے مجھے response نہیں ملا، کہیں سے کسی نے میری تائید نہیں کی۔ آج اگر ہم شمسی ائربیس کی بات کرتے ہیں کہ وہاں امریکن ہیں لیکن میرے معلومات کے مطابق شہباز ائربیس بھی امریکن کے قبضے میں ہے۔ دالبندین ائربیس بھی امریکن کے قبضے میں ہے اور پسنی ائربیس بھی امریکن کے قبضے میں ہے۔ فیصلے میں ان تینوں ائربیسز کو شامل نہیں کیا گیا ہے۔ میں مطالبہ کروں گا اور میں نے جو قرارداد بنائی تھی اس میں بھی یہ باتیں تھیں لیکن بہرحال اب متفقہ قرارداد جو بھی آئے گی ہم اس کی تائید کریں گے۔ میں مطالبہ کروں گا کہ پسنی ائربیس، شہباز ائربیس اور دالبندین ائربیس کو بھی خالی کرایا جائے۔ خالد ائربیس کوئٹہ کو بھی خالی کرایا جائے۔ وقت آ گیا ہے کہ جو جرات مندانہ فیصلے ہم نے کئے ہیں ان حالات میں اب ان پر ہمیں قائم رہنا چاہیے۔ غیرت و عزت کے ساتھ رہنا چاہیے۔ غیرت اور عزت کے ساتھ ایک آدمی ایک دفعہ مرتا ہے۔ بے غیرتی کے زندگی میں روز مرنا پڑتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ملکی دفاع کے لئے اور قومی یکجہتی کے لئے ہم سب ایک ہیں لیکن دارومدار قیادت پر ہے، دارومدار ان قوتوں پر ہے جن کے ہاتھ میں ان فیصلوں پر عمل درآمد ہے۔ اگر عمل درآمد ہوتا ہے تو ہم ساتھ ہیں اور اگر عمل درآمد نہیں ہوا تو میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ پھر حالات دنیا کے بدل گئے ہیں۔ دنیا میں انقلابات آ رہے ہیں۔ عرب ممالک میں انقلابات آئے ہیں۔ اس طرح کا انقلاب ہمارے دروازوں پر بھی دستک دے رہا ہے۔ پھر قوم مایوس ہو گی، پھر قوم اپنا راستہ خود طے کرے گی کہ اب ہمیں کیا کرنا ہے ملک کے دفاع کے لئے، ملکی سلامتی کے لئے۔ کیا ہمیشہ اس طرح کے حملے ہوتے رہیں گے اور ہم جواب میں یہ کہتے رہیں گے کہ پھر مار کر دیکھ، پھر مار کر دیکھ، پھر شاید اس طرح کی بات نہ ہو بلکہ پھر ہم انقلاب کی طرف جائیں۔ اس لئے میں پھر گزارش کروں گا کہ حکمرانوں نے جو فیصلہ کیا ہے۔ ہم نے غیر مشروط طور پر اس کی تائید کی ہے لیکن ہمیں یہ خدشہ ہے کہ

کہیں وہ عملدرآمد میں ہچکچائیں اور گھبرائیں اور سست ہو جائیں، دباؤ بڑھ جائے اور ہتھیار ڈال دیں۔ اگر ایسا ہوا تو یہ بہت بڑی بد قسمتی ہو گی۔ جناب چیئرمین! آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی، سلیم سیف اللہ خان صاحب۔

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! شکریہ۔ یہ ایک اہم موضوع ہے۔ میرے خیال میں پچھلے دنوں فاضل ممبران سینیٹ کی جو خارجہ امور کی کمیٹی ہے اس میں بھی دونوں مسئلوں، میمو اور سلالہ چیک پوسٹ پر حملے پر اڑھائی تین گھنٹے بحث ہوئی تھی۔ اس میٹنگ میں ہماری وزیر خارجہ بھی تشریف فرما تھی اور ان کی ٹیم بھی موجود تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں کی نمائندگی تھی۔ حکومت وقت نے جو فیصلے کئے ہیں ہم نے اس کو سراہا۔ آخر ایک حد ہوتی ہے اور جو یہ واقعہ مہمند ایجنسی میں ہوا اس پر پوری قوم کے جذبات مجروح ہوئے۔ یہ عین مطابق ہے جو مشترکہ اجلاس میں قراردادیں منظور ہوئی تھی اس میں بھی یہی recommendations تھی کہ اگر ایسا کوئی واقعہ پیش آیا تو ضرور نیٹو کی سپلائی بند کر دی جائے۔ ایک یہ بھی لوگوں کے خیال میں ہے کہ یہ جی بہت بڑا کاروبار ہے۔ بہت سے ٹرک ہیں اور کنٹینرز ہیں اور کاروبار ہے۔ لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ اس کے لئے بھی study کرنے کا کوئی طریقہ اس ملک میں نہیں رہا اور جو میں نے سنا ہے۔۔۔۔ آج ہماری سڑکوں کی حالت آپ دیکھیں اور ہماری پورٹس کی حالت دیکھیں۔ شاید ہمیں نقصان زیادہ ہوا ہے اور فائدہ کم ہوا ہے۔ میرے خیال میں قرارداد کے مطابق حکومت نے یہ صحیح فیصلہ کیا ہے۔ جناب چیئرمین! اس ملک کی بد قسمتی اور المیہ یہ بھی ہے کہ جمہوری دور میں جبکہ عوام کے نمائندے موجود ہیں ان کو بتایا نہیں جاتا۔ نہ عوام کو بتایا جاتا ہے کہ بھائی! شمسی بیس استعمال ہو رہا ہے۔ میں ہمیشہ اپنے دوستوں کو یہ کہتا ہوں کہ عوام کا اعتماد سیاسی قیادت اور سیاسی نمائندوں پر کم ہو رہا ہے۔ خدارا! سب سے پہلے ہماری یہ کوشش ہونی چاہیے کہ اس اعتماد کو ہم کسی طریقے سے بحال کر سکیں۔ لوگ اب ہماری باتوں پر یقین نہیں کرتے۔ ہم کہتے کچھ اور ہیں کرتے کچھ اور ہیں۔ فرماتے ہیں کہ یہاں پر تو کوئی بیس استعمال نہیں کیا جا رہا ہے۔ میرے بھائی مندوخیل صاحب بیٹھے ہیں، آج بھی کوئٹہ میں ایک بیس ہے اور ایک اور بیس کا ذکر کر رہے تھے وہاں آج بھی امریکہ اس کو استعمال کر رہا ہے۔ جناب چیئرمین! the House should be in order. کیونکہ ایک important issue پر بات چیت ہو رہی ہے۔

Mr. Chairman: Let us be attentive to the honourable member's speech.

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: خاص طور پر honourable Minister for Water and Power سے گزارش ہے کہ وہ اگر ہماری باتیں بھی کبھی کبھی سن لیں۔ بد قسمتی یہ ہے۔ جو میں گزارش کر رہا تھا کہ اعتماد کا فقدان ہے۔ لوگ ہماری باتوں پر اب یقین نہیں کرتے۔ خدارا! اس چیز کو بحال کریں۔ حقیقت بتائیں کہ کیا حقیقت ہے؟ کیا معاہدے ہیں؟

(آگے ٹی 05 پر جاری ہے)

T05-02DEC2011 UR2 SAIFI TIME1200

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: --------- جاری ہے --------- اعتماد کا فقدان ہے۔ خدارا اس چیز کو بحال کریں، حقیقت بتائیں کہ حقیقت کیا ہے؟ معاہدے کیا ہیں؟ بار بار کہا جاتا ہے، معاہدوں کا جب بھی میں نے پوچھا ہے، محترمہ وزیر خارجہ صاحبہ یہاں پر تشریف فرما ہیں ہمیں تو یہی بتایا جاتا ہے کوئی لکھا ہوا agreement نہیں ہے۔ اکیسویں صدی میں آپ کیسے زبانی agreements پر بات کر رہے ہیں۔ مہربانی کریں اس کو revisit کریں، یہ بھی ہماری ایک recommendation ہے کہ ہماری terms of engagements ہیں اس پر کیا red lines ہیں، red lines کو تبدیل کیا جائے۔ اس میں کیا ہم نے دینا ہے، کیا انہوں نے دینا ہے۔ ہم سے بڑے وعدے ہوئے، خاص طور پر میرے صوبے میں اور قبائلی علاقوں سے کہا گیا کہ جی یہاں پر ROZ's بنائے جائیں گے۔ یہاں پر انڈسٹری لگے گی، کاروبار ہوگا، لاکھوں لوگوں کو روزگار ملے گا۔ آج ہمارے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے۔ جناب چیئرمین! آج آپ کی مصنوعات پر ٹیکس لگتا ہے جب وہ امریکہ جاتی ہیں۔ کیا یہ دوستی کا ثبوت ہے؟ بنگلہ دیش سے مال جائے، مصر سے جائے، ترکی سے جائے، انہوں نے اتنی قربانی نہیں دی جو ہم نے دی ہے۔ ہزاروں لوگ ہمارے شہید ہوئے ہیں، ہمارا کاروبار اور ملک تباہ ہو رہا ہے۔ جب اس چیز پر بات ہوتی ہے تو کبھی کہتے ہیں کانگریس نہیں مانتی، کبھی کہتے ہیں پنٹاگون نہیں مانتی، ان کے بے شمار ادارے ہیں یہ ان پر ڈال دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین! اب وقت آگیا ہے الحمد اللہ اٹھارہ کروڑ کا ملک ہے، اپنے آپ پر اعتماد پیدا کریں اور بات کریں، قوم آپ کے ساتھ ہے۔ آپ نے جو شمسی base خالی کروانے کا فیصلہ کیا، آپ نے جو نیٹو سپلائی لائن بند کرنے کا فیصلہ کیا، یہ بھی پوچھا جاتا ہے کہ کتنے دنوں کے لیے ہوگا۔ دس دن کے بعد دباؤ آئے گا، وہاں سے حکم آئے گا اور سب کچھ واپس ہو جائے گا۔ مہربانی کریں، اب ایک سٹینڈ لیا ہے تو اس سٹینڈ پر قائم رہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ حکومت سے میری یہ گزارش ہو گی کہ ڈرون حملے بند کروائے جائیں۔ جناب چیئرمین! آج میں تقریر کر رہا ہوں اور ہو سکتا ہے میری تقریر پسند نہ آئے، میں کل گاڑی میں باہر پھر رہا ہوں اور ڈرون آئے اور میری گاڑی کو بھی ہٹ کر

دے۔ مجھے سنے بغیر، میری تفتیش کئے بغیر حکم نامہ جاری ہو جاتا ہے کہ اس کو مار دو۔ یہ بات وہ ملک کر رہا ہے جو اپنے آپ کو انسانی حقوق کا پاسدار کہلاتا ہے، جمہوری ملک کہتا ہے، جوڈیشل چیمپین سمجھتا ہے۔ Drone attack must be stopped, not only in Pakistan but also all over the world. اگر وہ یمن میں ہے، افریقہ میں ہے وہ کہیں اور ہے ڈرون حملوں کے خلاف ایک movement چل گئی ہے۔ آج برطانیہ میں اس کے خلاف، جرمنی میں اس کے خلاف لوگ سڑکوں پر نکل رہے ہیں۔ ہم ایک غیر ملکی کو کیسے یہ اختیار دیں کہ وہ ہمارے ملک کے باشندوں کو بغیر سنے شہید کریں۔ میری ان سے گزارش ہو گی کہ اس کو بھی سختی سے دیکھیں۔ المیہ یہ ہے کہ ہم جنگ میں تو اکٹھے ہیں لیکن امریکہ میں 80% آبادی پاکستان کے مخالف ہے اور پاکستان کی 80% آبادی امریکہ کے مخالف ہے۔ یہ بڑی عجیب سی بات ہے mother in law, daughter in law امریکہ میں حال ہی جو ریپبلکن جس کو کہا جاتا ہے کہ وہ بڑے pro Pakistan ہیں انہوں نے جو سی این این پر debate ہوئی ہے، جو پاکستانی bashing ہوئی ہے، جتنا پاکستان کو برا بھلا کہا گیا اور آج بھی ان کی سینیٹ میں ایک قرارداد امداد کے سلسلے میں منظور ہوئی کہ جی امداد کو بند کیا جائے۔ میں حیران ہوں کہ یہ ہمارے ساتھ ایسا سلوک کیوں ہو رہا ہے اور ہم اس کو کیوں برداشت کرتے جا رہے ہیں۔ کیا مجبوری ہے ہمیں بتائی جائے؟ کیا یہی مجبوری ہے کہ ہمیں سال کا پانچ سو، چھ سو ملین ڈالر ملتا ہے یا ہمارے لوگ وہاں سیر پر چلے جاتے ہیں کیا یہی مجبوری ہے؟ جناب چیئرمین! میں جہانگیر بدر صاحب کی تجویز سے اتفاق کرتا ہوں۔ ہمارے ہاں یہ بھی المیہ ہے کہ فارن آفس، فارن آفس میں تو بیوروکریٹس بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ ان کا کام نہیں ہے، یہ اس ہاؤس کے لوگوں کا کام ہے۔ Foreign Affairs Committee of the National Assembly and Foreign Affairs Committee of the Senate دونوں بیٹھیں اور vision دیں، بتائیں کہ ہماری آگے کیا سوچ ہے، کیا ہم نے کرنا ہے۔ political input ہونی چاہیے، عوام کی input ہونی چاہیے اور ہمیں بیٹھ کر تجاویز دینی چاہیے۔

جناب چیئرمین! جہاں تک پاکستان کی سالمیت، وقار کا تعلق ہے اس میں سب سے پہلے میں نے feel کیا، میں آج اپوزیشن میں ہوں اور جب ایک سابق وزیر خارجہ نے بیان دیا، اس پر مجھے بڑا افسوس ہوا، یہ تو ویسے بھی official secret act کے تحت آپ ایسے بیان نہیں دے سکتے۔ یہ بیان دینا کہ غیر محفوظ ہاتھوں میں ہے تو آپ دشمن کے ہاتھ اور مضبوط کر رہے ہیں۔ Sir, we are all here to safeguard the interest of Pakistan. وہ یہ نہیں ہے ہماری کسی کے ساتھ دشمنی ہے لیکن ہم نے آخر اس ملک کو چلانا ہے، عوام نے ہمیں بھیجا ہے۔ جناب چیئرمین! اس پر بھی مجھے افسوس ہے کہ اندرونی طور پر، ایک تو ہمارے بیرونی خطرات ہیں کہ ہمارے

دوست ہی ہم پر بمباری کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں راجہ پورس کے ہاتھی ہیں کہ الٹا ہم پر ہی چڑھائی کر رہے ہیں۔ دشمن سے ہم کیا گلہ کریں، دشمن تو دشمن ہے لیکن ہمارے دوست ہی ہمارے نوجوانوں کو شہید کر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! میری یہ بھی گزارش ہو گی کہ ہمیں سنجیدگی سے مل بیٹھ کر سوچنا چاہیے یہ میمو کتنی بدنامی ہے۔ ایک میمو جاتا ہے، اس کی کیا حقیقت ہے اس پر میں زیادہ بولنا پسند نہیں کرتا کیونکہ جوڈیشل انکوائری بھی ہو رہی ہے اور ہماری جوائنٹ کمیٹی برائے نیشنل سیکورٹی وہ بھی اس کو دیکھ رہی ہے لیکن ملک کی تو بدنامی ہوئی۔ لوگ یہ تو نہیں کہتے کہ صرف پیپلز پارٹی والوں کی بدنامی ہوئی، ہر پاکستان کی بدنامی ہے، اس میں میں بھی شامل ہوں۔ اس قسم کے واقعات ہو رہے ہیں۔ جب کمیٹی کی میٹنگ ہو رہی تھی تو میں نے کہا کہ ہمارے فارن آفس کا کوئی کنٹرول اپنے ایمبیسڈر پر نہیں ہوتا؟ آپ ان کو monitor نہیں کرتے، آپ ان کو کوئی parameter نہیں دیتے؟ بھئی ان parameters پر آپ نے کام کرنا ہے۔

جناب والا! ہم چاہتے ہیں کہ اس قسم کے واقعات، سلالہ کا واقعہ ہوا، میمو کا واقعہ ہوا اس سے پورے ملک کی ساکھ مجروح ہوئی ہے اس پر ہمیں شدید صدمہ ہوا ہے۔ اس قسم کے واقعات نہیں ہونے چاہیے۔ بات میں یہ کر رہا تھا کہ اندرونی طور پر بھی بدقسمتی سے ہم میں اتنی چپقلش ہے۔ ایک دوسرے کی بات نہیں سنتے، ہر ایک اپنی ہی سنا رہا ہے۔ ہماری معیشت پر کوئی توجہ نہیں دے رہا۔ اس دن میں نے ایک ٹی وی پروگرام میں گزارش کی کہ یہ عجیب ملک ہے، میں تو جونیجو صاحب کے ساتھ گیا تھا اور ہم Ding Chow Ping سے ملے تھے جو چائنا کا ایک بہت بڑا لیڈر تھا۔ اس نے پچاس سال کی بات کی کہ ہم مشرق سے مغرب کی طرف جائیں گے۔ ہم پہلے معیشت کو مضبوط کریں گے، فوج کے expenditure کم کریں گے۔ جب economy مضبوط ہو گی تو پھر ہم ملٹری کی طرف جائیں گے، اس نے سو سال کی vision دی۔ ہمارے ہاں تیل آتا ہے اور دو دن پاور پلانٹ چلتے ہیں پھر تیل کم ہو جاتا ہے، پھر دو دن تیل آتا ہے اور ہم ریلوے چلا لیتے ہیں، پھر دو دن تیل اور کم ہوتا ہے پھر ہم سٹیل مل چلاتے ہیں یا پی آئی اے کو چلاتے ہیں ایسے تو ملک نہیں چلتے۔ اسی معاشی کمزوری کی وجہ سے آج ہم ذلیل و خوار ہو رہے ہیں کوئی ہم پر حملہ کر رہا ہے، کوئی ہمارے ساتھ زیادتی کر رہا ہے۔ میری حکومت وقت سے گزارش ہے کہ اگر ہماری input کی ضرورت ہے تو ہم اس کے لیے تیار ہیں۔ خدارا! 50% of your people are under the poverty level now. آپ کی poverty بڑھتی جا رہی ہے، آپ کے حالات بد سے بدتر ہو رہے ہیں، خدارا کسی خوش فہمی میں نہ رہیں اور اس پر توجہ دیں اور ان معاملات کو صحیح کریں۔ آپ کی حکومت کے چار سال ہونے والے ہیں اور یہی کہنا کہ دنیا کے حالات ایسے ہیں،

جنگ ہے، دہشت گردی ہے یہ ہے، وہ ہے اس کی وجہ سے ہم پیچھے رہ گئے ہیں میرے خیال میں یہ مناسب نہیں ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ دوران سیشن ہم مل بیٹھ کر کچھ ایسے فیصلے کریں گے جس سے پاکستان کا مستقبل بہتر ہو سکے گا۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ، حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: بہت بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں-----جاری ہے-----

T06-02DEC2011 FAHEEM/ED Zafar Iqbal 12:10 P.M. ER12

سینیٹر حاجی محمد عدیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محترم چیئرمین صاحب! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ دو اہم مسائل پر آپ نے مجھے بات کرنے کی اجازت دی۔ ایک بڑا اہم مسئلہ ہے کہ میری زمین پر، میرے سپاہیوں کو NATO Forces نے حملہ کرکے شہید کیا۔ اس طرح میری فضائی حدود کی خلاف ورزی کی ہے، میری زمینی حدود کی خلاف ورزی کی ہے اور بد قسمتی یہ ہے کہ وہ صرف افسوس کا اظہار کرتے ہیں، معافی نہیں مانگ رہے۔ وہ تحقیق کی بات تو کرتے ہیں لیکن ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس تحقیق میں ہم پاکستان کو شامل نہیں کریں گے اور اس تحقیق کی تفصیلات سے بھی پاکستان کو آگاہ نہیں کریں گے۔

جناب چیئرمین! ہم نے ہمیشہ اس بات کی مخالفت کی ہے کہ پاکستان کی سرزمین کی حدود کی خلاف ورزی ہو چاہے وہ فضائی حدود ہو، چاہے بحری حدود ہو یا زمینی حدود ہو، کسی غیر ملکی کو خواہ وہ uniform میں ہو یا uniform کے بغیر ہو، صرف امن کے ساتھ ، پاسپورٹ اور ویزے کے ساتھ آنے کی اجازت ہے۔ کسی دوسری حیثیت سے اس کی یہاں پر موجودگی ہمارے لیے ناقابل برداشت ہے اور ہماری عوامی نیشنل پارٹی ہمیشہ یہ بات کرتی رہی ہے اور اس واقعے پر سب سے پہلی پریس کانفرنس بھی محترم اسفندیار ولی خان صاحب نے کی جو ہماری پارٹی کے مرکزی صدر ہیں اور انہوں نے کہا کہ صرف مذمت نہیں بلکہ مزاحمت چاہیے اور آپ سمجھتے ہیں کہ مذمت کرنا تو بڑا آسان کام ہے لیکن مزاحمت کے لیے بڑا دل اور گردہ چاہیے اور آپ نے دیکھا کہ الحمدللہ یہ پہلی حکومت ہے جس نے مزاحمت کا رویہ اختیار کیا اور supply line کو معطل کر دیا، بند کر دیا اور ایک حکم دیا کہ شمسی ایئر بیس کو پندرہ دنوں میں خالی کر دیں۔ یہ ایئر بیس 1992 میں دی گئی تھی اور ہماری فوج کو اس بات کا علم تھا کیونکہ یہ ایک جرنیل نے دی تھی۔ پھر ہم نے بون کانفرنس میں جانے سے بھی انکار کیا۔ ویسے ہم کانفرنسوں میں جانے سے انکار نہیں کرتے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ بات table پر ہی ہوتی ہے لیکن جب ہمارے ملک پر حملہ ہو چکا ہو اور ہمارے سپاہی شہید کر دیے گئے ہوں، ہمارے افسران شہید ہوئے ہوں تو اس وقت اس کانفرنس کا انعقاد بڑی عجیب سی بات ہے۔

چاہیے تو یہ تھا کہ اس کانفرنس کو delay کرتے۔ آپ یہ کانفرنس اس لیے کر رہے ہیں کہ اس خطے میں اور افغانستان میں امن ہو۔ ہم بھی یہ چاہتے ہیں کہ اس خطے میں اور افغانستان میں امن ہو لیکن افغانستان کی زمین سے وہ فوجیں جو افغانستان میں امن کے لیے United States کے Charter کے تحت آئی ہوں ہم پر حملہ کریں جبکہ وہ ہم سے امن کی بھی توقع رکھتے ہیں اور ہم سے support بھی چاہتے ہیں اور پھر ہمارے سپاہیوں کو بھی شہید کرتے ہیں اور ہم پر حملہ بھی کرتے ہیں تو ایسے موقع پر میں نہیں سمجھتا کہ بون کانفرنس سے کوئی مقصد حاصل ہوگا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ وہ خود اس کانفرنس کو delay کرتے اور جب تک اس معاملے کی پوری تحقیقات نہ ہوتیں اور جب تک وہ پاکستان کے عوام سے، پاکستان کی حکومت سے اور پاکستان کے سپاہیوں سے معافی نہ مانگتے اس وقت تک اس کانفرنس کو ہونا نہیں چاہیے۔

میں اس حکومت کو salute کرتا ہوں۔ پاکستان میں بڑے بڑے جرنیل حکومت کرتے آئے ہیں لیکن ان میں اتنی جرأت نہیں تھی، وہ تو ایک ٹیلیفون کال پر surrender کر دیتے تھے۔ اس عوامی حکومت نے اس ہاؤس کے اعتماد کی وجہ سے، اس support کی وجہ سے اتنے اہم فیصلے کیے اور ان سے کہا کہ ہماری زمین خالی کردو، ہمارا ایئر پورٹ ہمیں واپس کر دو۔ ہم آپ کی supply line بند کر دیں گے اور معطل رکھیں گے اور اس کے علاوہ ہم بون کانفرنس میں نہیں جائیں گے۔

جناب چیئرمین! یقیناً اس معاملے میں حکومت تحقیقات کر رہی ہے-----

(اس موقع پر ایوان میں نماز جمعہ کی اذان کی آواز سنائی دی گئی)

جناب چیئرمین: جی حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: میں عرض کر رہا تھا کہ اس معاملے میں ایک joint resolution بھی آرہی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس معاملے کی حکومتی سطح پر بھی investigation ہونی چاہیے کیونکہ دو، چار باتیں ہمیں پریشان کرتی ہیں کہ ایبٹ آباد پر حملہ کیا، وہاں ہیلی کاپٹر آئے اور ہمیں پتا نہیں چلا۔ کراچی میں Naval Base پر حملہ ہوتا ہے، چار آدمی آتے ہیں اور ہمارے نہایت ہی قیمتی اثاثے ضائع کر دیتے ہیں اور ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور سلالہ میں بھی کئی حملے ہوئے۔ پہلا حملہ ہوا پھر ڈیڑھ گھنٹے بعد دوسرا حملہ ہوا اس طرح یہ معاملہ چار گھنٹے تک چلتا رہا اور شبقدر فورٹ جو 25 کلومیٹر کے فاصلے پر تھا، جہاں F.C. deployed ہے۔ جب میرے قائد نے کہا کہ ہم مزاحمت بھی کریں تو ہم مزاحمت کیوں نہیں کرتے۔ یہ سوالات عوام کے ذہنوں میں ہیں اور ہمیں ان کا بھی جواب چاہیے۔

جناب چیئرمین! اب دوسرا مسئلہ، جس کے لیے Opposition نے یہ session requisition کیا ہے، وہ معاملہ ہے ایک خط کا، ایک میمو کا۔ پتا نہیں کیوں اخبارات نے، میڈیا نے اس کو میمو گیٹ بنا دیا ہے۔ مجھے دروازہ تو کہیں نظر نہیں آیا۔ وہ گیٹ کہاں ہے۔ نکسن کے case میں جو واقعہ ہوا تھا تو اس جگہ کا نام Watergate تھا۔ یہاں تو نہ مجھے دروازہ نظر آیا نہ کھڑکی نظر آئی، نہ بوہا نظر آیا نہ باری نظر آئی نہ باریاں نظر آئیں پھر پتہ نہیں کیوں اس کو گیٹ بنا دیا گیا۔ بہرحال جوان کی مرضی، یہ کرشمہ سازیں جو کرنا چاہیں وہ کریں۔

جناب چیئرمین! یہ ایک بڑی عجیب بات ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایسا ہو رہا ہے کہ ایک سرکاری افسر پر الزام ہے، وہ ابھی ثابت بھی نہیں ہوا اور وہ اپنے عہدے سے استعفیٰ دیتا ہے۔ حسین حقانی شاید پاکستان کی تاریخ کے چند ان افسران میں سے ہے جنہوں نے ایسا کیا ورنہ بہت سارے سول اور خاکی وردی والے افسران کو دیکھیں، بہت سارے واقعات ہو جاتے ہیں لیکن کسی نے استعفیٰ نہیں دیا۔ حاجی صاحب بیٹھے ہیں،وہ خفا نہ ہوں، ریل گاڑی کا accident ہوتا ہے لیکن آج تک کسی افسر نے استعفیٰ نہیں دیا۔ فوج پر حملہ ہو جاتا ہے لیکن کسی نے استعفیٰ نہیں دیا بلکہ پاشا صاحب پارلیمنٹ سے آکر پوچھتے ہیں کہ کیا میں استعفیٰ دوں لیکن اس شخص حسین حقانی نے نہ صرف یہ کہ استعفیٰ دیا بلکہ یہ تو ملک سے باہر تھا، جب ایسے واقعات ہوتے ہیں تو لوگ ملک چھوڑ کر چلے جاتے ہیں لیکن وہ واپس آیا۔۔۔۔۔

(Followed by T07)

Sial T07-02Dec2011 12.20

سینیٹر حاجی محمد عدیل:۔۔۔ اور اس نے کہا کہ جب تک میری ضرورت ہے، میں تب تک اس ملک میں رہوں گا۔ اب عجیب بات یہ ہے کہ محترم سپریم کورٹ یہ کہتی ہے کہ آپ ہمیں guarantee دیں کہ وہ باہر نہ جائے۔ ایک شخص خود کہتا ہے کہ میں باہر نہیں جا رہا ہوں اور سپریم کورٹ خود اس سے نہیں پوچھتی کہ بھئی آپ پر الزام ہے،آپ یہاں آکر ہمیں اس کی وضاحت کریں اور آپ کو باہر جانے سے ہم منع کرتے ہیں۔ بہرحال میں اس شخص کے حوصلے اور جرات کی داد دیتا ہوں۔ اسی شخص نے 2005 میں ایک کتاب لکھی ہے کہ Pakistan between Mosque and Military اور یقینی بات ہے کہ اس وقت کے جرنیلوں کو یہ بات بری لگی ہو گی۔ پھر اس پر ایک اور الزام ہے کہ کیری لوگر بل میں جو کلاز آئی تھی کہ اگر فوج جمہوری عمل میں مداخلت کرے گی تو امداد بند کر دی

جائی گی۔ شاید یہ بات بھی بری لگی ہو۔ بہرحال اب سوال یہ ہے کہ ایک شخص منصور اعجاز جو کہ پاکستانی شہری نہیں ہے وہ یہ کہتا ہے کہ یہ خط میں نے لکھا ہے اور ان کے کہنے پر لکھا ہے اور کمال کی بات یہ ہے کہ اگر وہ شخص اتنا ہی محب الوطن ہے، پاکستان کا دوست ہے، پاکستان کی فوج کا دوست ہے تو وہ پیار اب کدھر چلا گیا ہے۔ وہ مانتا ہے کہ یہ خط میں نے لکھا ہے اور لکھ کر ایڈمرل مولن کے حوالے کیا ہے، اس تک پہنچایا ہے تو پہلا مجرم تو وہ ہے۔ ایک شخص admit کرتا ہے کہ یہ کام میں نے کیا ہے۔ آخر کیا وجہ ہوئی کہ وہ اچانک بدل گیا اور Financial Times میں ایک Article لکھ دیا اور یہ سب باتیں disclose کیں۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ شخص double agent تھا اور اس نے کسی اور کا agent بھی بننے کی کوشش کی۔

جناب چیئرمین! جس آدمی کا کردار مشکوک ہو۔ آپ اس آدمی کے چند ماہ پہلے کے articles دیکھیں جو امریکہ کے اخبارات میں چھپے ہیں، جن میں اس نے باقاعدہ ISI کے خلاف بہت کچھ لکھا ہے۔ ہم تو اس ملک میں رہتے ہوئے ماضی کی ISI کے شکار بنتے ہوئے بھی ہم نے اپنی فوج اپنی ایجنسیوں کے خلاف کوئی بات نہیں کی بلکہ war on terror کے بعد تو ہم کہتے ہیں کہ جہاں فوج کا خون بہتا ہے وہاں ہمارے شہریوں کا بھی خون بہہ رہا ہے، ہماری پارٹی کے بھی ساڑھے چھ سو لوگوں نے شہادت دی ہے۔ آج بھی ہم متفقہ قرارداد پاس کر رہے ہیں کہ ہمارے فوجی بھائی سلالہ کے کیمپ میں شہید ہوئے ہیں۔ یہ شخص تو فوج اور ایجنسیوں کے خلاف لکھتا رہا، آخر کیا ہوا کہ اس شخص نے ایک turn لیا، کہاں سے اسے feeler ملا، کہاں سے اس کو پیسے ملے، چاہیے یہ تھا، نہایت احترام سے کہتا ہوں کہ سپریم کورٹ سب سے پہلے اسے طلب کرتی، فوج کو کہتی، حکومت سے کہتی، Foreign Affairs والوں سے کہتی کہ اس شخص کو آپ بلائیں اور اس سے پوچھا جائے کہ کیا معاملات ہیں۔ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ ISI کا Chief لندن جا کر اس منصور نامی شخص کو ملتا ہے اور ان سے investigation کرتے ہیں لیکن کیا ISI کے Chief جب لندن جاتے ہیں تو وزیراعظم سے جو کہ ان کے boss ہیں ان سے اجازت لے کر جاتے ہیں۔ نہیں ان سے اجازت لے کر نہیں گئے ہیں۔ جناب! فوجی آفیسر جو ISI کا Chief ہے وہ پاکستان سے باہر جا کر ایک شخص سے enquire کرتا ہے لیکن پاکستان کے وزیراعظم کو علم نہیں ہوتا ہے۔ یہ 22 اکتوبر کو ملتا ہے اور 26 تاریخ کو وہ بات پریس میں آتی ہے۔

جناب چیئرمین! ہم ایمانداری کے ساتھ کہتے اور سمجھتے ہیں کہ Chief Election Commissioner ایک ایسا شخص ہو جو کہ حکومت اور اپوزیشن دونوں کے اتفاق سے بنے۔ ہماری اپوزیشن تو ہمیشہ یہ کہتی ہے کہ NAB کا Chief بھی ایسا ہونا چاہیے جس

کے انتخاب میں ہماری رائے شامل ہو تو پھر اس میں کیا حرج ہے۔ سپریم کورٹ نے جو کمیشن مقرر کیا ہے اس کا Headایک ایسا شخص ہو جو کہ غیر متنازع ہو۔ کسی حوالے سے کسی فریق کو کوئی شکایت نہ ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب یہ معاملات ہم پارلیمنٹ میں طے کرتے ہیں، آئین میں ایسی amendments کرتے ہیں کہ ایسے معاملات کے لیے ایسے لوگ ہوں جن کے احترام میں کوئی کمی نہ ہو، جن پر کسی کو شک نہ ہو، شکایت نہ ہو۔

جناب چیئرمین! اب معاملہ Blackberry اور اس کے messages کا آتا ہے۔ اب میرے پاس تو وہ Blackberry نہیں ہے، یقیناً بابر اعوان صاحب کے پاس ہو گی کہ وہ ایک ایک کیس کے کروڑوں روپے لیتے ہیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ Blackberry میں جو messages کا record ہے یہ تو کینیڈا کے شہر Ontario میں ہے، آیا Blackberry اپنا record provide کرے گی، کیا اس کا ریکارڈ hack ہو سکتا ہے؟ کیا اس کے ریکارڈ میں کوئی اضافہ اور کمی ہو سکتی ہے کیوں کہ ہم نے تو یہ سنا ہے کہ دنیا کی بہت ساری حکومتیں بھی Black berry کا پروگرام check بھی کر سکتی ہیں، بلکہ UAE والوں نے Blackberry کو کچھ عرصے کے لیے بند کیا تھا۔ اب اگر اس منصور صاحب نے اس Blackberry میں وہ باتیں جو اس کے خلاف جاتی ہیں اس کو destroy کر دیا ہو، جو اس کے حق میں ہیں ان کو شامل کیا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی نئی چیزیں اس نے شامل کی ہوں۔ میں سپریم کورٹ سے عرض کروں گا کہ ہمیں سب سے پہلے Blackberry کی کمپنی کو طلب کرنا چاہیے جو کہ کینیڈا کے شہر Ontario میں ہے۔ آیا سپریم کورٹ ایک غیر ملکی کمپنی کو طلب کر سکے گی۔ ابھی تو منصور اعجاز کو بھی طلب کرنا باقی ہے جس نے یہ سارا ڈرامہ رچایا ہے۔

جناب چیئرمین! ہم چاہتے ہیں کہ اس معاملے کی investigation ہو لیکن اس معاملے کو جمہوریت کے خلاف استعمال نہ کیا جائے۔ ہمیں بڑی مشکل سے جمہوریت ملی ہے۔ ہم نے جرنیلوں کے پنجوں سے یہ جمہوریت نکالی ہے۔ آج اس معاملے کے بہانے سے ہمارے منتخب صدر کے خلاف اگر کوئی سازش کی جارہی ہے، اس پارلیمنٹ کو ختم کرنے کی کوئی سازش کی جا رہی ہے، ایک بنگلادیش type کی اگر عبوری حکومت قائم کرنے کی سازش کی جارہی ہے تو عوامی نیشنل پارٹی اسے resist کرے گی، مقابلہ کرے گی، ہمیشہ کی طرح establishment کے خلاف لڑے گی۔ ہم بالکل کھل کے کہتے ہیں کہ ہم زرداری صاحب کو پورا موقع دیتے ہیں کہ وہ اپنی صدارت کا period مکمل کریں، ہم اس پارلیمنٹ کو پورا موقع دیتے ہیں کہ وہ اپنا period مکمل کرے۔ جب تک اس حکومت کو اس House کا

اعتماد حاصل ہے ، نیشنل اسمبلی کا اعتماد حاصل ہے وہ اپنا period مکمل کرے۔ ہم جمہوریت کے ساتھ ہیں ، ہم زرداری صاحب کے ساتھ ہیں۔ ہم منتخب حکومت کے ساتھ ہیں۔ ہم پارلیمنٹ کے ساتھ ہیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ۔ جی غفور حیدری صاحب قرارداد کو move کریں پھر اس پر discussion جاری رہے گی۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ متفقہ قرارداد ہے۔ 26 نومبر 2011 بروز ہفتہ مہمند ایجنسی میں پاک افغان سرحد کے قریب سلالہ چیک پوسٹ پر NATO Helicopters کے حملے میں پاک فوج کے 24 افسروں اور جوانوں کی شہادت ایک ایسا المیہ ہے جس پر پوری قوم دکھی ہے ۔ اس سانحہ میں پندرہ کے قریب فوجی جوان زخمی بھی ہوئے ہیں۔ Senate of Pakistan اس جارحانہ اقدام پر اس کی پرزور مذمت کرتا ہے۔ NATO Forces کی یہ کارروائی ملکی خود مختاری اور سلامتی پر حملہ ہے۔ NATO Forces کی وحشیانہ بمباری کو کسی صورت میں برداشت نہیں کیا جائے گا ۔ امریکی اور NATO Forces کی جانب سے پاکستان کی چیک پوسٹوں پر یہ پہلا فضائی حملہ نہیں ہے بلکہ اس سے قبل بھی متعدد بار پاکستان کی چیک پوسٹوں کو target کر کے فضائی حملے کیے جا چکے ہیں۔ اس لیے امریکی اور نیٹو حکام کا یہ عذر کسی صورت قابل قبول نہیں ہو سکتا کہ مہمند ایجنسی میں کسی غلط فہمی کے نتیجے میں حملہ ہوا۔ امریکہ اور NATO Forces کے حملے ناقابل قبول ہیں۔ نیٹو کے ہیلی کاپٹروں نے مکمل طور پر بین الاقوامی قوانین اور انسانی حقوق کی دھجیاں اڑائی ہیں اور اقوام متحدہ کی mandate کو پامال کیا اور پاکستان کی خود مختاری کی صریحاً خلاف ورزی کی۔

یہ ایوان متفقہ طور پر NATO Forces کے حملے کی پر زور مذمت کرتا ہے اور ہر ممکن ذریعے سے مزاحمت کا مطالبہ کرتا ہے۔ نیز یہ ایوان حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ پارلیمنٹ کی 22 اکتوبر 2008 اور 13 مئی 2011 کی متفقہ قراردادوں پر فی الفور عمل درآمد کیا جائے۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: I think this is an agreed and unanimous.....

T08-02DEC11 ZAFAR/Ed. Zafar UR6 1130 AM

Mr. Chairman: I think this is an agreed and unanimous resolution and is adopted accordingly. It is unanimous, with consensus and is adopted accordingly.

(Desks thumping)

نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ منگل تک چھٹیاں ہیں، House کو بدھ کے لیے adjourn کرتے ہیں۔ بدھ شام کو چار بجے رکھتے ہیں۔

The House is adjourned for Wednesday at 04.00 pm. Thank you.

[The House was then adjourned to meet again on Wednesday, 07th December, at 04:00 PM]